اتوار
۶۔ نومبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۴۸ اتوار۔ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ ۶۔ نبوت ۱۳۷۳ ھش ۶۔ نومبر ۱۹۹۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا

یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصل جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمال صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ گناہ سے کلی طور پر بیزار ہو کر خدا کی طرف رجوع کرے اور سچے طور سے یہ عہد ہو کہ موت تک پھر گناہ نہ کروں گا۔ ایسی توبہ پر خدا کا وعدہ ہے کہ میں بخش دوں گا۔ اگرچہ یہ توبہ دوسرے دن ہی ٹوٹ جاوے مگر بات یہ ہے کہ کرنے والے کا اس وقت عزم مصمم ہو اور اس کے دل میں ٹوٹی ہوئی نہ ہو۔

ایک توبہ انسان کی طرف سے ہوتی ہے اور ایک خدا کی طرف سے۔ خدا کی توبہ کے معنے رجوع کے ہیں کیونکہ اس کا نام تواب ہے۔ انسان توبہ کرتا ہے تو گناہ سے نیکی کی طرف آتا ہے اور جب خدا توبہ کرتا ہے تو وہ رحمت سے اس کی طرف آتا ہے اور اس انسان کو لغزش سے سنبھال لیتا ہے۔ جب اس قسم کی خدا کی توبہ ہو تو پھر لغزش نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے کہ انسان توبہ کرتا ہے پھر اس سے ٹوٹ جاتی ہے اور قضاء و قدر غالب آتی ہے پھر وہ روتا ہے گڑگڑاتا ہے پھر توبہ کرتا ہے مگر پھر ٹوٹ جاتی ہے اور وہ بار بار تضرع کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے پھر آخر کار جب انتہاء تک اس کی تضرع اور ابتہال پہنچ جاتے ہیں تو پھر خدا توبہ کرتا ہے یعنی اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے (جو چاہتا ہے عمل کر میں نے تجھے بخش دیا ہے) اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اب اس کی فطرت ایسی بدل دی گئی ہے کہ گناہ نہ ہو سکے گا۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۱۷۴)

سانحہ ارتحال

○ مکرم شاہد احمد چغتائی صاحب کی والدہ محترمہ نسیم فردوس صاحبہ اہلیہ محترم عطاء الرحمان چغتائی صاحب آف ماڈل ٹاؤن لاہور مورخہ ۳۔ نومبر ۱۹۹۴ء کی صبح فضل عمر ہسپتال میں انتقال فرما گئیں۔ ان کی عمر ۶۹ سال تھی۔ اسی روز نماز عشاء کے بعد محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے بیت المبارک میں نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ موصوفہ عرصہ ۱۴ سال تک لجنہ اماء اللہ لاہور کی سیکرٹری تعلیم رہیں۔ اور جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ماڈل ٹاؤن کے طور پر بھی خدمات انجام دیتی رہیں۔ احباب کرام سے موصوفہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ آپ مکرم چوہدری محمد سلیم صاحب لذیذ چرغہ ہاؤس کی خوش دامن تھیں۔

نکاح

○ مکرم محمد ابراہیم صاحب بھامڑی صدر صاحب محلہ دار النصر ربوہ نے مورخہ ۲۸۔ اکتوبر ۹۴ء کو بیت الذکر احمد دار النصر وسطی ربوہ میں بعد نماز عصر عزیزہ صائمہ حناء صاحبہ بنت مکرم عبد الغفور ناصر صاحب دار النصر غربی کا نکاح ہمراہ عزیز مکرم شاہد اقبال صاحب آف جرمنی ابن سیٹھ صباح الدین صاحب دار النصر وسطی ربوہ سے بعوض پچاس ہزار حق مہر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے۔

ہنسی مذاق کرو مگر اس میں تجاوز نہ کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ہنسی مذاق میں میانہ روی کی تلقین

پھر فرمایا (---) ہنسی مذاق کرو مگر اس میں تجاوز نہ کرو۔ بڑھو نہیں۔ بعض لوگوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی ٹھٹھا بنایا ہوتا ہے وہ اس کو ٹھٹھے کے لئے استعمال کرتے ہیں ٹھٹھے کے لئے رہتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی مقصد ہی نہیں۔ سنجیدہ باتوں کو سوچنے کے لئے، سنجیدہ امور کے غم اور فکر کے لئے۔ دینی مسائل میں اپنی جان کو قربان کرنے کے لئے ان کے دماغ میں مزاج ہی نہیں پیدا ہوتا ان کے متعلق ہے یہ حدیث۔ فرمایا کہ تم ذرا تحمل اختیار کرو ہنسنے کھیلنے میں ہی اپنی ساری زندگی گنوا بیٹھو گے اگر ایسا کرو گے تو پھر تمہارا دل مَر جائے گا۔ اور مَرا ہوا دل ہنستا بھی ہے تو کھوکھلا ہنستا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو میں نے بہت غور سے دیکھا ہے ان کی ہنسیاں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ ان کے قہقہے بے معنی جس طرح خالی ڈھول بج رہا ہے۔ لیکن وہ شخص جو غم بھی کرتا ہے روتا بھی ہے اس کی ہنسی بھرپور اور بے اختیار اور طبعی اور سچی ہوتی ہے۔ پس آنحضرتؐ نے کیسی پیاری پہچان (------) رکھ دی ہے۔ فرمایا کہ دل مر جائیں گے اور دل مَر جائیں گے تو نہ رونے کے رہیں گے اور نہ ہنسنے کے رہیں گے۔ تمہاری زندگی ایک مصنوعی زندگی بن جائے گی ایک ڈھول کی سی آواز اٹھے گی۔ نہ سچی خوشی تمہیں ہنسنے میں آئے گی نہ رونے کا لطف اٹھا سکو گے۔ پس مرے ہوئے دل کے ساتھ ایک آدمی زندہ کیسے کہلا سکتا ہے۔

(از خطبہ ۱۲۔ اگست ۱۹۹۴ء)

نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

٦- نبوت- ۱۳۷۳ ہش ٦- نومبر ۱۹۹۴ء

کھیلوں کے میدان

تقریباً تمام شہروں میں چھوٹے بچے گلیوں میں کھیلتے ہیں۔ گلیوں میں کھیلنا ان کے لئے بھی ٹھیک نہیں اور راہگیروں کے لئے بھی۔ ان کے لئے تو نہ صرف یہ کہ تنگ جگہ ہونے کی وجہ سے چوٹ لگنے کا زیادہ امکان ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ ان کے بال نالیوں میں گرتے ہیں اور وہ اسی طرح اٹھا کر بعض اوقات اپنی قمیض یا شلوار سے پونچھ کر پھر کھیلنے لگ جاتے ہیں۔ کتنی گندی بات ہے۔ لیکن بچے اس لطف میں جو کھیل انہیں مہیا کرتی ہے اس گندگی کو بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کرلیتے ہیں اور بچوں کو اس طرح کھیلتا دیکھ کر بڑوں کو غصہ آتا ہے بچوں کے شور سے بھی بڑے تنگ پڑ جاتے ہیں اور گلیوں میں سے گذرتے ہوئے بھی کبھی انہیں بال لگتا ہے کبھی کسی دوڑتے ہوئے بچے کے ساتھ ٹکرا جاتے ہیں۔

لیکن اگر اس بات پر غور کیا جائے کہ یہ کام تو بڑوں ہی کا ہے کہ وہ بچوں کے لئے میدان مہیا کریں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ بچے کھیلیں نہیں۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ بہت دور دور جاکر کسی میدان میں کھیلیں یعنی اگر ایک محلے کے بچوں کو تیسرے محلے میں جاکر کھیلنا پڑے تو یقیناً وہ اس بات کو پسند نہیں کریں گے اور ہو گا بھی ان کے لئے یہ بہت مشکل۔ اگر بڑے اس بات کا انتظام کریں کہ محلوں کے درمیان گھروں کے قریب میدان مہیا کئے جائیں۔ بہت بڑے نہ سہی چھوٹے چھوٹے میدان جس میں دو چار گلیوں کے بچے کھیل سکیں تو یقیناً یہ بچے خوش ہو کر ان میدانوں میں کھیلیں گے۔ اگرچہ بعض جگہوں پر میدان موجود تو ہیں لیکن وہ بچوں کی ضرورت سے بہت کم ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دو چار گلیوں کے قریب قریب ایک چھوٹا سا میدان ہو جس میں بیس تیس بچے آسانی کے ساتھ کھیل سکیں۔ اگر ایسا ہو تو یقیناً بچوں کو گلی میں کھیلنے کا کوئی شوق تو نہیں ہے۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ گلی ایک تنگ جگہ ہے وہ بال کو جب ہٹ لگاتے ہیں تو بعض اوقات کسی مکان کی چھت پر بال چلا جاتا ہے' بعض اوقات کسی مکان کے دروازے یا روشن دانوں یا کھڑکیوں کے شیشوں سے ٹکراتا ہے۔ اور جب ایسا ہوتا ہے تو عام طور پر بچے بال چھوڑ کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ پکڑے نہ جائیں اور ان کی پٹائی نہ ہو جائے۔ اگر وہ کھلے میدان میں کھیل رہے ہوں تو یقیناً ایسا کوئی خطرہ نہیں۔ نہ بال کوئی نقصان کرے گا نہ انہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ پس ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان بچوں پر صرف غصے کا اظہار کرنا کافی نہیں۔ آخر یہ ہمارے اپنے ہی بچے ہیں۔ انہیں کھیلنا کودنا چاہئے۔ ان کے کھیلنے کودنے کے لئے جگہ مہیا کرنا بڑوں کا فرض ہے۔ اگر بڑے ایسے نہیں کرتے تو بچے گلیوں میں ہی کھیلتے رہیں گے۔ اور بڑے عام طور پر ان پر غصے کا اظہار کرتے رہیں گے۔ اور یہ بات آپس میں بہتر تعلقات کی صورت کو مسخ کر سکتی ہے۔ چاہئے کہ یہ بچے بڑوں کو دیکھیں تو از خود ان کے دل سے ادب کی لہریں پھوٹیں گی۔ بڑے بچوں کو دیکھیں تو ان کے دل میں پیار کے سوتے پھوٹیں اور وہ ان سے پیار کرنا چاہیں۔ اگر ایسا ہو تو بڑے بھی خوش دلی کے ساتھ اپنا وقت گذاریں۔ اور چھوٹے بھی بڑوں کا ادب کرتے ہوئے اور ان سے پیار حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگی کو بہتر نہج پر چلا سکیں۔ پس جہاں کہیں ممکن ہو اور کوشش کر کے اس بات کو ممکن بنانا چاہئے وہاں چھوٹے چھوٹے میدا، ضرور مہیا کئے جائیں۔ تاکہ بچے گلیوں میں کھیلنے کی بجائے ان میدانوں میں کھیلیں۔

سیاستداں جی بہلائیں اپنا جس طرح چاہیں
ہماری زندگی کی تنگ کیوں کرتے ہیں وہ راہیں
ہمارا نام لے کر سیڑھیاں چڑھتے ہیں وہ لیکن
ہمیں سے چھین لیتے ہیں ہماری سب پناہ گاہیں

ابو الاقبال

○

پھر ایک مژدہ آیا ہے اُن کے دیار سے
اُٹھنے لگے ہیں دل میں مرے پھر شرار سے

اس نے دیئے مدام نظر کو فریبِ عشق
تنگ آچکے ہیں ہم دلِ ناکردہ کار سے

ڈالی ہے آرزو نے کمندِ نظر کہاں
آنکھیں لڑی ہوئی ہیں دلِ داغدار سے

جب تک کہ دل میں درد ہے اور درد میں ہے کیف
"باقی رہے گا" ربط غمِ روزگار سے"

طوفانِ گرد و باد سے کچھ ڈر نہیں ہمیں
خطرہ مگر بہت ہے دلوں کے غُبار سے

کیا بات ہے کہ سر کو جھکائے ہوئے وہ آج
بیٹھے ہیں میرے سامنے کچھ شرمسار سے

میری وفا کا ان پہ اثر آخرش ہوا
رہنے لگے ہیں وہ بھی ذرا بیقرار سے

میں نذر لے کے آیا تری بارگاہ میں
دو پھول گلستانِ وفا کی بہار سے

خورشید اُس نے ملنے کا وعدہ کیا ہے آج
کچھ تو ملا ہے زندگیٔ مستعار سے

خورشید احمد باجوہ

حقیقی مرادیابی آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے

جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے۔ بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے۔ ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنیوالوں کو ملتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

حضرت منشی عبدالرحیم صاحب شرما جن کی اپنی مشہوری زیادہ تر اپنی بیگم کی وجہ سے تھی جنہیں بو کی عائشہ یعنی عائشہ جو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے حرم کے قرب میں رہی تھیں۔ حضرت میاں صاحب کی کوٹھی کی انیکسی کہہ لیجئے میں حضرت منشی عبدالرحیم صاحب رہا کرتے تھے۔ جب انہوں نے اپنا مکان تعمیر کر لیا تو اس انیکسی میں محترمہ استانی میمونہ صاحبہ جن کے بیٹے محترم غلام احمد صاحب عطا بعد میں وکیل الزراعت بنے رہتی تھیں۔ حضرت منشی عبدالرحیم صاحب کے نئے مکان میں ایک فراخ سی بیٹھک تھی۔ ان کا ایک بیٹا عبدالکریم شرما احمدیہ سکول میں تعلیم پاتا تھا اور دوسرا بیٹا پرائمری سکول میں۔ ان کے ساتھ مل کر محلے کے پانچ سات بچے جن کی عمریں اس وقت تیرہ چودہ سال ہوں گی ان کی بیٹھک میں باقاعدہ میز کرسی لگا کر اجلاس کیا کرتے تھے۔ اور شوق ہمارا یہ تھا کہ ہم ان اجلاسوں میں صرف اور صرف انگریزی بولیں۔ مجھے صدارت کی کرسی پر بٹھا دیا جاتا اور باقی ہمارے دوست میز کے سامنے فرش پر بیٹھ جاتے۔ اگرچہ انگریزی تو ہم نے کیا بولنی تھی۔ لیکن اس سے شوق کا اظہار ہوتا ہے۔ ٹوٹے پھوٹے فقروں میں کچھ باتیں کہی جاتیں اور اس سے شوق کو اور بھی مہمیز لگتی اس کے بعد دارالفضل کے محلہ کے لڑکوں کو اور اس وقت تک ہم صرف دس بارہ لڑکے ہی اکٹھے کر سکتے تھے۔ سکاؤٹنگ کا شوق ہوا اور اسی مکان کے سامنے ہم نے کیمپنگ کا انتظام شروع کر دیا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے خاصے بڑے مکان کا ایک حصہ باغیچہ ہے۔ وہاں کیمپنگ کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس کے بعد ہم نے وہاں کیمپنگ شروع کر دی اور اس طرح حضرت بقاپوری صاحب سے ملاقات کا موقعہ ملنے لگا۔

انہی دنوں آپ کی ایک بیٹی جو حضرت امام جماعت الثانی کی نگرانی میں دینی تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ تو حضرت صاحب نے ان کے متعلق بہت اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا۔ ان اچھے الفاظ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ویسی داد و تحسین لینے کا ہر ذی علم کو شوق ہو گا۔ بہرحال سارا دن یوں کہئے کہ چار پانچ بجے تک کیمپنگ کرنے کے بعد ہم بیٹھک میں حضرت مولوی بقاپوری صاحب کے پاس آ بیٹھتے۔ آپ چارپائی پر لیٹے ہوتے اللہ کے فضل سے خاصے جسیم تھے۔ اور لیٹے لیٹے ہم سے نہایت میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری باتیں کرتے رہتے۔ ان کے اپنے دو بیٹے بھی ہمارے ساتھی تھے اس لئے انہیں اپنے باغیچے میں ہماری کیمپنگ پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ بلکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے وہ ہماری موجودگی سے خوش ہوتے۔ اور خوش ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس کیمپنگ کے بعد ہم نہایت عقیدت کے ساتھ ان کے قریب جا بیٹھتے اور ان کی باتیں سنتے رہتے۔ وہ ایک بہت بڑے واعظ تھے اور سندھ میں انہوں نے داعی الی اللہ کے سلسلے میں بہت کام کیا تھا۔ جسے خدا کے فضل سے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ دارالضیافت قادیان میں بھی وہ درس دیا کرتے تھے۔ اس لئے یوں لگتا تھا کہ باتیں کرنا ان کی غذا ہے اور نیکی کے متعلق تلقین کرنا ان کا نہایت پسندیدہ مشغلہ۔ چنانچہ ہم خاصی دیر تک ان کے پاس بیٹھے رہتے اور ان کی باتیں سنتے رہتے۔ کبھی کبھی ہم بھی کوئی بات پوچھ لیتے تھے۔ لیکن عام طور پر اس کا موقعہ نہیں آتا تھا۔ وہ خود ہی ایک بات شروع کرتے اور پھر بات کو طول دیتے چلے جاتے لیکن طول اس طرح دیتے کہ یہ بات دراصل مختلف باتوں کا مجموعہ بن جاتی۔ گویا کہ بچپن میں جن نیکیوں کی طرف توجہ دلائی جا سکتی ہے وہ ساری کی ساری باتیں ان کی گفتگو میں آ جاتی تھیں

انہوں نے حیات بقاپوری بھی تصنیف کی اور اگرچہ بہت کچھ حیات بقاپوری سے پتہ چلا لیکن یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو باتیں وہ ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ ان کا بہت لطف آتا تھا۔ اگرچہ خاصے جہیر الصوت تھے ہم سے نہایت تحمل کے ساتھ اور آہستہ آواز میں بات کرتے تھے۔ غالباً اس لئے کہ ان کے سامنے چھوٹی عمر کے بچے موجود ہوتے تھے۔

میں نائیجیریا میں تھا کہ مجھے پیغام ملا کہ میں ان کی حیات بقاپوری کا انگریزی میں ترجمہ کروں۔ ابھی میں نے یہ کام شروع نہیں کیا تھا اور غالباً اپنی مصروفیات کی بناء پر یہ کام کرنا تھا بھی میرے لئے بہت مشکل، مجھے پتہ چلا کہ حضرت ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے حیات بقاپوری کا انگریزی ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ کتاب اردو میں شائع ہونے کے بعد انگریزی میں بھی شائع ہوئی۔ غالباً اس کے تین چار حصے ہیں۔ اور اس میں انہوں نے سندھ میں بلکہ سارے ہندوستان میں جہاں جہاں بھی انہیں جانے کا موقعہ ملا دعوت الی اللہ کا ذکر کیا ہے۔ اور جماعت کی تربیت کا بھی۔ متعدد دوستوں سے ملاقات کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور ان سے گفتگو کے موضوعات کو بھی نہایت اچھے رنگ میں پیش کیا ہے۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کا نام بھی بڑا تھا اور کام بھی بڑا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ہماری تاریخ کا ایک ایسا روشن باب ہیں جو ہمیشہ درخشندہ رہے گا۔ وہ اوائل کے ان چند ایک بزرگوں میں سے ہیں جنہیں چلتی پھرتی احمدیت کہا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

ہمارے گھر کے ساتھ ان کے گھر کے اتنے قریبی تعلقات تھے کہ جب ان کی بیگم ربوہ آ گئیں تو مجھے اکثر پیغام بھیجتیں کہ مجھ سے آ کر ملو جب مجھے پتہ چلتا ہے کہ تم ربوہ میں ہو تو تم سے ملے بغیر مجھے چین نہیں آتا۔ چنانچہ میں ان کے پاس جاتا۔ ان کے نیاز حاصل کرتا اور ان سے دعائیں لیتا۔

کیمپنگ کے سلسلے میں جن بچوں کا میں نے ذکر کیا ہے وہ حضرت منشی عبدالرحیم صاحب شرما، حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری، حضرت حافظ غلام احمد صاحب واعظ، حضرت ماسٹر مولا بخش صاحب اور حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب کے بچے تھے۔ ان بچوں میں سے کئی ایک کو اپنے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت دین کے مواقع ملے۔ حضرت ماسٹر مولا بخش صاحب کا بیٹا عبدالقادر ضیغم امریکہ میں مربی کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ حضرت ماسٹر عطا محمد کا بیٹا (خاکسار نسیم سیفی) مغربی افریقہ میں دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرتا رہا۔ حضرت منشی عبدالرحیم صاحب شرما کا بیٹا مولوی عبدالکریم صاحب شرما مشرقی افریقہ میں بھی رہے اور اس کے بعد انگلستان میں بھی آپ نے خدمت دین کا فریضہ سرانجام دینے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت غلام احمد صاحب واعظ کے ایک بیٹے نے کلام اللہ حفظ کیا اور ایک بیٹی ہنگری کے مبلغ ایاز صاحب سے بیاہی گئی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو اور اولاد در اولاد کو کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کی توفیق دیئے رکھے۔

ایوانِ محمود کے جدید بلاک کی تقریبِ افتتاح

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دعا کرائی

ربوہ۔ ۲۵۔ اکتوبر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے دفتر واقع ایوان محمود کے جدید بلاک کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کی صدارت میں تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب نے کی' اس کے بعد مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے رپورٹ پیش کی۔

انہوں نے کہا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دی گئی خدائی خبر 'اپنے مکانوں کو وسیع کر لو' کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خدائی تقدیر جماعت احمدیہ کے دفاتر اور دیگر عمارتوں کی توسیع کی طرف بھی نشاندہی کرتی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان گزشتہ کئی سالوں سے ایوان محمود کے قریب کسی عمارت کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس کر رہی تھی۔ دفاتر ہوں یا باہر سے آنے والے خدام کی رہائش ہر دو باتوں کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ اس کمی کو کسی نہ کسی طور پر اگر ختم نہیں کیا جا سکتا تو کم ضرور کیا جائے۔

انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ۱۵۔ جنوری ۱۹۹۴ء کو ایوان محمود کے جدید بلاک کا سنگ بنیاد محترم سید میر مسعود احمد صاحب نے رکھا اور آج اللہ کے فضل و کرم سے یہ خوبصورت عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ اور آج عاجزانہ دعاؤں سے اس کا افتتاح ہو رہا ہے۔

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب نے بتایا کہ ۱۹ × ۶۲ فٹ کے وسیع ہال کو جہاں رہائش کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے وہاں یہ میٹنگ روم کے لئے بھی کار آمد ہو گا۔ اسی طرح دوسری منزل پر تعمیر ہونے والے چار خوبصورت اور کشادہ کمرے بھی انہی مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ اس بلاک کی تکمیل دس ماہ میں سے بھی کم عرصہ میں مکمل ہو گئی۔ انہوں نے بتایا کہ اس جدید بلاک کی تعمیر میں مکرم داؤد احمد صاحب اوورسیر مہتمم صنعت و تجارت خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مسلسل اس کی تعمیر کی نگرانی فرمائی۔ انہوں نے جملہ مہمانوں کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور دیگر بزرگان کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے دعا کرائی۔

بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں چائے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

نائیجیریا میں لیگوس میں بیٹھے اگر آپ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجے اور پوچھنے پر پتہ چلے کہ "موجی" بول رہے ہیں تو یقیناً یہ سمجھنا کچھ آسان نہیں ہے کہ یہ "موجی" دراصل صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ہیں۔ لیکن نجانے کیوں میں نے جب گھنٹی کی آواز سنی اور ٹیلی فون اٹھا کر پوچھا' اور پتہ چلا کہ دوسری طرف "موجی" بول رہے ہیں اور وہ بھی اکیجا (لیگوس) ائرپورٹ سے تو میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ موجی ہمارے صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ہیں۔ آپ غانا تشریف لے جا رہے تھے جہاں آپ کو احمدیہ سیکنڈری سکول کی پرنسپل شپ کا چارج لینا تھا۔ (اگرچہ انہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ ہیڈ ماسٹر کہا) چنانچہ میں اور نائیجیریا جماعت کے صدر مسٹر ایس او بکری اور ایک دو اور دوست ائرپورٹ پر جا کر صاحبزادہ صاحب سے ملے باتیں تو بہت زیادہ نہیں ہوئیں اس لئے کہ ان کی فلائٹ میں بہت کم وقت تھا لیکن جتنی باتیں ہوئیں وہ جذبات سے معمور تھیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خاندان کے کسی فرد کو خدمت دین اور وہ بھی تدریس کے لئے مغربی افریقہ آتے دیکھنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ میرے ساتھی بھی بڑی پر مسرت حیرت کا اظہار کر رہے تھے چنانچہ ہم نے وہاں محترم صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کچھ تصویریں لے کر اس ملاقات کو اپنے کیمرے میں ضبط کر لیا۔

اس کے بعد میں نائیجیریا سے غانا گیا غانا میں ہمارا مقامی مرکز سالٹ پانڈ ہے اور ہمارا احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں۔ چنانچہ محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کے ساتھ میں کماسی جا کر صاحبزادہ صاحب سے ملا۔ اس موقعے پر سکول بھی اچھی طرح دیکھنے کا موقع ملا اور جس طرح سکول میں تندھی کے ساتھ تدریس کی جاتی تھی اس کا بھی بہت اچھا اثر ہوا۔

یہ وہی سکول تھا جس کے افتتاح پر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ نائیجیریا کے احمدی لڑکوں کو وہاں تعلیم کے لئے بھیجا جائے۔ چنانچہ جو لڑکے وہاں بھیجے گئے ان میں سے ایک خدا کے فضل سے بعد میں کئی ممالک میں نائیجیریا کے سفیر رہے اور اپنے خاندان کے جذبہ خدمت کو قائم رکھتے ہوئے جہاں بھی گئے جماعت کے ساتھ مل کر خدمت دین کرتے رہے بہرحال محترم صاحبزادہ صاحب کی پرنسپل شپ یا ان کے الفاظ میں ہیڈ ماسٹر شپ میں یہ سکول دیکھنے کا موقع ملا۔

وہاں قیام تو مختصر تھا لیکن اس کے دوران ایک باہمی استقبالیہ بھی منعقد کیا گیا۔ باہمی استقبالیہ اس لئے کہتا ہوں کہ جماعت نے میرا استقبال کیا کہ میں اس وقت رئیس (دعوت الی اللہ) تھا اور میں نے محترم صاحبزادہ صاحب کا' کہ اپنی اس جماعتی حیثیت میں ان کو غانا آکر کام کرنے کے لئے خوش آمدید کہنا چاہتا تھا۔ یہ استقبالیہ کسی حد تک جذباتی رنگ لئے ہوئے تھا۔ میں نے اس موقعے پر نہ صرف احمدیہ جماعت کے سکولوں کی تھوڑی سی تفصیل بتائی بلکہ ان سکولوں میں تدریس کی اہمیت پر بھی چند الفاظ کہے۔ ہم نے جو سکول مغربی افریقہ میں یا دوسرے علاقوں میں جاری کئے ہیں ان میں مروجہ تعلیم تو دی ہی جاتی ہے لیکن کردار سازی ہمارا اولین فریضہ ہے۔ اور یہ بات کھلم کھلا مانی جاتی ہے کہ ہمارے سکولوں کے طلباء و طالبات بہتر کردار کے مالک ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہمارے اس سکول کی بھی یہ خصوصیت ہونی چاہئے کہ دیگر سکولوں کے مقابلے میں یہاں کردار سازی پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ کسی کا مذہب کچھ ہی ہو اگر اس کا کردار اچھا ہے تو وہ یقیناً معاشرے میں قابل قبول ہے' آپ اپنے کسی ایسے ہم مذہب سے محبت نہیں کر سکتے جس کا کردار نہ اچھا ہو لیکن ایسے شخص سے جس کا مذہب تو کچھ اور ہے لیکن اخلاق اچھا ہے۔ آپ یقیناً محبت کا رشتہ قائم کر لیں گے۔

محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے بھی موقع پر مختصر سی تقریر فرمائی اور اس میں اس بات کی طرف توجہ دی کہ حقیقی تعلیم کا پتہ کردار ہی سے چلتا ہے' صرف کتابیں پڑھ لینے اور انہیں رٹ کر امتحان پاس کر لینے سے انسان میں انسانیت کا عنصر بہتر نہیں ہو جاتا۔ جب تک وہ اپنے کردار کی طرف توجہ نہ دے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب نے اپنے عزائم کے متعلق چند باتوں کا انکشاف کیا جن کا مرکزی نکتہ بھی کردار سازی ہی تھا۔ جب میں غانا سے واپس نائیجیریا آیا تو مجھے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ایک مکتوب گرامی ملا جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ 'میرا بیٹا غانا گیا تو سکول میں تدریس کے لئے ہے لیکن آپ اس سے ایک خادم دین کی حیثیت میں کام لیں۔ میں نے بھی اسے کہا ہے اور آپ بھی اس بات پر نگاہ رکھیں کہ وہ صرف تدریس کا کام نہیں کرتے بلکہ جماعتی کاموں میں حصہ لیتے ہیں اور خدمت دین کے جذبے سے سرشار ہو کر سلسلے کے کام کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب نے نہ صرف نجی گفتگوؤں میں یا جماعت کے مختلف روزمرہ کے پروگراموں میں حصہ لیا بلکہ مجھے یاد ہے کہ غانا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی آپ تقاریر کرتے رہے۔

ایک تقریر جو میں نے خود جلسہ سالانہ کے موقع پر سنی اس کا موضوع تھا "محمدی بیگم" اس تقریر کے لئے یقیناً آپ نے تیاری کی ہوگی کیونکہ بڑے مدلل طریق پر بات بیان کی گئی تھی۔ ان سب باتوں کے کہنے کے بعد میں اپنے تمام اساتذہ سے یہ گزارش کروں گا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ اگرچہ وہ گئے تو سکول میں تدریس کے لئے ہیں لیکن کام انہیں خادم دین کی حیثیت سے کرنے چاہئیں۔ جماعت کے ساتھ مل کر اس کے روزمرہ کے پروگراموں میں بھرپور حصہ لینا چاہئے اگرچہ ان کا مرکزی کام تو تدریس ہی ہے لیکن تدریس کے اوقات کے علاوہ باقی وقت جماعت کے پروگراموں کے مطابق خدمت دین میں صرف کریں۔

آخیر پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا ایک بیٹا اظہر اقبال سیفی جس نے خدا کے فضل سے انگلستان سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی خدمت میں اپنے آپ کو تدریس کے کام کے لئے پیش کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ انگلستان سے واپس پاکستان آیا اور یہاں حضرت صاحب کے ارشادات کے مطابق متعلقہ دفتر نے اس کی تقرری کمپالا (یوگنڈا) کے احمدیہ سکول میں کی۔

میں اس کے متعلق یہی امید رکھتا ہوں کہ اگرچہ وہ اور اس کی بیگم گئے تو سکول میں تدریس کے لئے ہیں۔ لیکن وہ اپنے آپ کو خادم دین سمجھ کر جماعت کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں اور اپنا ہر وہ وقت جو سکول میں تدریس میں صرف نہیں ہوتا سلسلہ کی خدمت پر لگائیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بیٹے کو بھی اس بات کی توفیق دے اور ہمارے باقی تمام اساتذہ کو بھی جو کسی بیرونی ملک میں تدریس کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ایک فکر انگیز اداریہ "لاہور" کے شکریہ کے ساتھ

امتحانات میں نقل

جب جرم کا ارتکاب لذت دینے لگے اور مجرم خدا اور رسول کے احکامات اور معاشرہ کے تقاضوں کو کاملاً نظر انداز کر دے۔ جب قانون شکنی ایک کار آمد کاروبار کی صورت اختیار کر لے اور قانون شکن کے لواحقین اس کے کاروبار کو نعمت غیر مترقبہ سمجھنے لگیں یا جب کوئی مرض وباء کی صورت اختیار کر لے تو اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے (جس طرح خلق خدا شدت حبس میں لو کی دعائیں مانگنے لگتی ہے) اور محکمہ صحت خطرناک سے خطرناک ادویہ کے استعمال کا جواز پیدا کر لیتا ہے۔ اسی طرح "امتحانات میں نقل کی لعنت کا قلع قمع کرنے کے لئے بے نظیر حکومت بھی اب بعض شدید اقدامات کے لئے پر تول رہی ہے۔"

بارے ۴۵ سال بعد پاکستان کی کسی حکومت کو وطن عزیز میں علم و تعلم کے تنزل کی خطرناک رفتار پر بند باندھنے کا خیال بھی آیا۔ اور اسے یہ احساس ہوا کہ اس تعلیمی انحطاط کی وجہ

- طلبہ کا مطالعہ کتب سے گریز۔
- اساتذہ سے بے عزتی اور بے ادبی کا سلوک۔
- امتحانات میں نقل کرنے اور کرانے کے کاروبار کا ایک نقد آور فصل کی صورت اختیار کر جانا اور
- طلبہ کے والدین کا اپنے بچوں کو پیار۔ محبت' یا زجر و توبیخ سے حصول علم کی طرف راغب کرنے کی بجائے امتحانات کے ایام میں "بوٹی مافیا" اعلیٰ افسروں اور ممتحنوں سے نقرئی ساز باز کر کے اپنے آوارہ' بر خود غلط اور غبی الذہن بچوں کو اعلیٰ نمبروں میں پاس کرانے کی کوشش میں لگ جانا ہے۔ تاکہ انہیں ڈاکٹری اور انجینئرنگ کے اعلیٰ مکتبوں میں داخلہ مل سکے۔

گو پھر انہی ہتھکنڈوں سے وہاں سے بھی سند کامیابی حاصل کرنے کے باوجود ان کے نونہالوں کی حیثیت نہ حقیقی ڈاکٹروں کی ہوتی ہے اور نہ صاحب فن انجینئروں کی بلکہ ان کا وجود معاشرہ کا خون چوسنے والے خطرناک جرثوموں کا سا ہوتا ہے اور بس۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ملک کے ہر صائب الرائے محب وطن کو بجا طور پر اس بات پر تشویش لاحق ہے کہ اگر چند سال اور یہی کیفیت رہی تو پھر یہاں صحیح معنوں میں نہ کوئی ٹیچر ملے گا۔ اور نہ ڈاکٹر اور نہ انجینئر۔ ہر طرف انہی انسانیت دشمن جرثوموں کا تسلط ہو گا۔ شاید اسی لئے جب اگلے دن پاکستان کی تمام جامعات (یونیورسٹیوں) کے وائس چانسلروں کی کمیٹی کے چیئرمین اور مہران انجینئرنگ یونیورسٹی کے ڈاکٹر مظفر علی شاہ اور "یونیورسٹی گرانٹس"

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد صدیق شاہد گورداسپوری

HAITI ہیٹی

ہیٹی جو لاطینی امریکہ کا ایک چھوٹا سا ملک یا جزیرہ ہے رقبہ ۲۸۰۰۰ مربع کلومیٹر آبادی قریباً ۸ ملین اور جس کی فوج صرف سات ہزار سپاہیوں پر مشتمل ہے وہ بھی قریباً غیر مسلح اور غیر تربیت یافتہ اس وقت ساری دنیا کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے کیونکہ امریکہ جیسی سپر پاور اپنی بیس ہزار بری۔ بحری اور ہوائی فوج کے ساتھ اس پر حملہ آور ہو رہی تھی تاکہ وہاں کی فوجی حکومت کو جبراً ختم کر کے ایک جمہوری حکومت وہاں بحال کی جائے مگر شروع میں فوجی حکمرانوں نے امریکہ کی دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہ کی مگر جب دیکھا کہ امریکہ ان پر حملہ کرنے میں واقعی سنجیدہ ہے اور حملہ کے لئے دن اور وقت بھی معین کر دیا گیا ہے تو انہوں نے ایک معاہدہ کے تحت حکومت سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا اس طرح ایک خونی جنگ ہوتے ہوئے ٹل گئی اور امریکن فوجیں بغیر کوئی جان ضائع کئے اس ملک میں داخل ہو گئیں۔

کریبین جزائر جن میں سے ایک ہیٹی بھی ہے ان کے ابتدائی باشندے انڈین تھے مگر اب ان میں سے صرف چند باقی ہیں۔ یورپین کی آمد کے بعد پہلی صدی تک تو یہ موجود تھے مگر بعد میں جب انگریز، فرنچ، سپینش آئے اور پھر افریقہ سے غلام وہاں لائے جانے لگے تو ان بیرونی لوگوں کی وہاں اکثریت ہو گئی خصوصاً افریقن کی تعداد بہت بڑھ گئی اسی وجہ سے ان جزائر میں لوگوں کا تمدن لباس اور بود و باش سب افریقن جیسا ہو گیا سوائے کیوبا اور ڈومینیکن ریپبلک کے وہاں زیادہ تر سپینش لوگ آباد ہیں اور ان کی زبان بھی سپینش ہے۔ ہیٹی کافی عرصہ تک فرانس کے ماتحت رہا ہے لہٰذا اس کی زبان فرنچ ہے باشندوں کی اکثریت زراعت پیشہ ہے اور غربت اور افلاس بہت زیادہ ہے۔

اس ملک کی تاریخ نہایت ہی دردناک ہے۔ ہولناک ہنگاموں اور ظلم و ستم کی داستانوں سے بھری پڑی ہے یہ چھوٹا سا ملک گزشتہ پانچ صدیوں سے یورپین اقوام کی آماجگاہ بنا رہا ہے سپین۔ فرانس۔ جرمنی برٹش اور آئرلینڈ نے مختلف اوقات میں اس پر قبضہ کر کے اس کے باشندوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائے رکھا ہے پھر جب آخری بار اگست ۱۹۳۷ء میں امریکہ نے اس ملک کو چھوڑا تو اس پر ایک ڈکٹیٹر کے بعد دوسرا ڈکٹیٹر حکومت کرتا رہا آپس میں خونریز لڑائیوں ہولناک ہنگاموں اور خونی انقلابات نے اس ملک کی اقتصادی حالت کو تباہ کر کے رکھ دیا اور لوگ غربت اور افلاس کا شکار ہو گئے۔

یورپین نے ہیٹی کی سرزمین پر ۱۴۹۲ء میں قدم رکھا پہلے کولمبس (Colmbus) کا ایک جہاز پنٹا (Pinta) اس جزیرہ کے شمال مغرب کے ساحل کے پاس سے گزرا مگر اس جہاز کے کپتان نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی وہ سونے کی تلاش میں آگے بڑھ گیا اس کے چند دن بعد کولمبس خود ۵ دسمبر ۱۴۹۲ء کو اپنے جہاز سنٹا ماریا (Santa Maria) کے ذریعہ اس جزیرہ کے پاس سے گزرا اس نے دیکھا کہ وہ ایک نہایت ہی خوبصورت جزیرہ ہے۔ جس کی خوبصورتی اور خوشگوار ہواؤں نے اسے سپین کی یاد دلا دی لہٰذا وہ اس کے ساحل پر ٹھہر گیا مگر اسے وہاں کوئی جاندار نظر نہ آیا مگر بعد میں اسے وہاں کے اصل باشندوں جو ٹائنو انڈین (Taino Indian) کہلاتے تھے ان سے رابطہ پیدا ہو گیا وہ اپنے ملک کو Hayti کے نام سے تعبیر کرتے تھے جس کے معنے ہیں پہاڑی زمین یا علاقہ۔

مگر کولمبس نے اس جزیرہ کو اسلا اسپانولا (ISla Espanala) کا نام دیا جو بعد میں دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک نام ہیٹی رہا اور دوسرے کا نام ڈومینیکن ریپبلک ہو گیا اور مجموعی طور اسے ہسپانیولا (Hispaniola) کہنے لگے۔

اس علاقے کے لوگ یا اصل باشندے بہت ہی پر امن۔ نرم مزاج اور سادہ تھے مگر ۲۰ سال کے عرصہ میں یورپین کے قبضہ کے بعد ان کو بالکل ختم کر دیا گیا سپین کے ظلم و ستم اور قتل عام سے اور پھر یورپین کی مخصوص بیماریوں کی وجہ سے جو وہ ساتھ لائے انڈین کی آبادی جو ۱۴۹۲ء میں قریباً ۳ ملین تھی ۱۵۵۰ء میں صرف ۲۰۰ رہ گئی اس کے قبائل پر ہیٹی نے بھی ایک رنگ میں ان سے بدلہ لے لیا وہ جہاز جو کولمبس لے کر آیا تھا ۱۴۹۲ء کے کرسمس کے موقع پر ہیٹی کے شمالی ساحل کے ایک گاؤں کیپ ہٹین (Cap Hatien) کے قریب خشکی پر چڑھ آیا چنانچہ اس جہاز کو توڑ پھوڑ دیا گیا اور ساحل پر اس کی لکڑی سے ایک قلعہ تعمیر کیا گیا جس میں کولمبس کے آدمی رہنے لگے وہ خود واپس چلا گیا گویا اس جزیرہ پر یورپین لوگوں کی یہ پہلی آبادی تھی مگر جب کولمبس ایک سال بعد واپس آیا تو اس قلعہ اور اس کے آدمیوں کا وہاں نام و نشان موجود نہیں تھا ۳۰۰ سال بعد جب غلاموں نے اس جگہ کو کھودا تو وہاں تباہ شدہ قلعہ کے ملبہ اور ۲۵ انسانوں کی ہڈیوں کے ڈھانچے ملے کولمبس کے آدمیوں کا اب صرف یہ کچھ وہاں رہا گیا تھا۔

اب ہیٹی میں تاریخ کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے جس کو غلامی کا دور کہا جا سکتا ہے جو اس کے تمدن پر بہت اثر انداز ہوا پہلے غلاموں کو کولمبس اس ملک میں لایا جو انڈین کی جگہ پر کانوں اور گنے کے کھیتوں میں کام کرنے لگے پھر فرانس نے جب آہستہ آہستہ اس ملک کے مغربی حصہ پر قبضہ کر لیا جو سارے ملک کا قریباً ۱/۳ حصہ تھا تو اس نے غلام زیادہ تعداد میں وہاں لانے شروع کر دیئے اور ۱۷۹۱ء تک وہاں غلاموں کی تعداد ۷۰۰،۰۰۰ تک پہنچ گئی۔

جب سے ہیٹی میں غلاموں کی آمد شروع ہوئی ساتھ ہی یورپین اقوام کے ظالمانہ سلوک کے خلاف وہاں ہنگاموں اور احتجاجی کارروائیوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا خصوصاً گنے کے کھیتوں میں کام کرنے والے غلاموں پر بہت سختی کی جاتی ان پر ظلم و ستم روا رکھا جاتا جس کی وہ تاب نہ لا کر جلد ہی مرجاتے گویا ایسے غلاموں کی عمر بہت ہی کم ہوتی۔

جب فرانس میں انقلاب آیا تو اس وقت ہیٹی میں بھی ملازموں نے فرانس کے خلاف ہنگامے شروع کر دیئے جس کے نتیجہ میں ایک شخص جس کو ہیٹی کا جارج واشنگٹن کہا جاتا ہے یعنی ٹوسینٹ لوورچر (Toussaint Louver Ture) نے غلاموں کی لیڈر شپ سنبھال لی یہ ایک تعلیم یافتہ گھریلو ملازم تھا یہ شروع میں تو برٹش اور سپینش کے خلاف فرانسیسیوں کی مدد کرتا رہا مگر بعد میں جب اس نے اپنی طاقت مضبوط کر لی اور اپنی فوج بھی تیار کر لی تو اس نے فرانسیسیوں کو بھی ملک سے بھگا دیا مگر اس وقت فرانس کا حاکم نپولین (Napolean) اسے برداشت نہ کر سکا لہٰذا اس نے ۱۸۰۲ء میں اپنے ایک بہنوئی۔ کیپٹن وکٹر عمانوئیل لیکلرک (Capt Victer Emmanuel lealerc) کی سرکردگی میں ۲۰،۰۰۰ فوجی روانہ کئے تاکہ ہیٹی پر دوبارہ قبضہ کیا جائے یہ اس وقت کی بہترین اور طاقتور فوج تھی مگر جیسا کہ نپولین نے بعد میں خود اظہار کیا باغیوں نے اس فوج سے سخت مقابلہ کیا ایک دوسرے کے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کیا گیا آخر خونریز لڑائی کے بعد باغیوں کا زور اس وقت ٹوٹا جب فرانسیسی فوجوں نے ایک قلعہ جس کا نام لاکریٹا پیروٹ (LA CRETE- A- PIERROT) تھا اس پر قبضہ کر لیا چنانچہ ۱۸۵۳ء کے موسم بہار میں یہ لڑائی ختم ہو گئی اور باغیوں کے لیڈر ٹوسینٹ کو پکڑ لیا گیا اور فرانس میں لے جا کر قید کر دیا گیا بعد میں وہاں ہی وہ فوت ہوا۔

مگر موسم بہار اور خنک ہوائیں فرانسیسیوں کے لئے مہلک ثابت ہوئیں جس نے ان کی کمر ہمت کو توڑ دیا وہاں خطرناک زہریلی قسم کا مچھر پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے زرد بخار (Yellow Fever) فرانسیسی فوجوں میں پھیل گیا اور وہ کثرت سے مرنے لگے جون تک

باقی صفحہ ۶ پر

میرے آنسو

میں اپنے آنسوؤں کو بہنے دیتا ہوں
کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک چمک
ہے
یہ میرے دل کے موتی
جب میرے سینے سے باہر آتے ہیں
جہاں میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب سے موجود
تھے میں
انہیں جانے دیتا ہوں
یہ بات میرے دل کے اطمینان کا باعث ہے
میں جانتا ہوں
کہ وہ جب بہنے لگتے ہیں تو اپنے پیچھے ایک
خاص قسم کی خوشی چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔
یہ خوشی ایک کھلونے کی طرح ہے
جو میری زندگی کے غموں کے کام آتا ہے
جو میری محنت اور میری انتہائی کوشش کے کام
آتا ہے
جتنے زیادہ میرے آنسو بہتے ہیں
اتنی ہی زیادہ میرے دل کی افسردگیاں ختم
ہوتی چلی جاتی ہیں
اور یہی وجہ ہے کہ میں ایک عاجز انسان
انہیں اپنے آنسوؤں کو بہنے دیتا ہوں
میں ان کی دلپذیر چمک کو پسند کرتا ہوں

My Tears

I let my tears flow
For, I see that there's a glow
In these pearls of my heart
which, when they depart
From within my chest
Where they had been at rest
For how long, I do not know
I let them go
That gives me a peace of mind
I know they leave behind
A sort of joy
Which is like a toy
For the sorrows of my life
For my struggle and strife
The more my tears flow
The more my sorrows go
And that is why
This humble – self who is I
Let my tears flow
I like their charming glow.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی - حالات - واقعات - شخصیات

الجزائر میں صدارتی انتخابات کرانے کا اعلان

الجزائر میں دو سال کے کشت و خون اور ۱۱- ہزار افراد کی جان قربان کرنے کے بعد بالآخر الجزائر کی فوج کی حمایت سے قائم شدہ حکومت نے اگلے سال کے اختتام پر صدارتی انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا ہے۔ الجزائر کے صدر نے بتایا کہ یہ انتخابات وقت مقررہ سے ایک سال قبل منعقد کئے جا رہے ہیں۔

الجزائر کے صدر نے کہا کہ وقت آگیا ہے کہ لوگوں کو اپنی مرضی ظاہر کرنے دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسلامی سالویشن فرنٹ کو سیاسی دھارے میں لانے کی کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔

الجزائر کی حکومت گزشتہ چند ماہ سے اسلامک فرنٹ کی حمایت حاصل کرنے کی کوششیں کر رہی ہے لیکن الجزائری صدر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوششیں کامیاب نہیں ہو رہیں۔

فی الحقیقت عام الیکشن میں نتائج کا تسلیم نہ کیا جانا اس سارے فساد کی جڑ ہے۔ اگر گزشتہ عام انتخابات میں اسلامک فرنٹ کی کامیابی کو تسلیم کر کے ان کے سپرد حکومت کی جاتی تو ملک میں یہ فساد عظیم برپا نہ ہوتا۔ لیکن فوج اور ملک کے بالادست طبقے اسلامی عناصر کو حکومت نہیں دینا چاہتے تھے جس سے شدید کشت و خون ہوا۔ غیر ملکی بھی اس کا شکار ہونے لگے۔ خصوصاً جب اسلامی فرنٹ والوں نے فرانس کے باشندوں کو اپنا نشانہ بنانا شروع کیا اور ایک ہی دن میں چھ فرانسیسی باشندے قتل ہو گئے تو فرانس کی رائے عامہ کے دباؤ پر فرانس نے الجزائری حکومت کی حمایت ترک کرنے کا اشارہ دے دیا۔ اس سے قبل فرانس کی حمایت حکومت کے ساتھ تھی۔

اگرچہ الجزائر نے شدید جانی قربانیاں دے کر فرانسیسیوں سے آزادی حاصل کی تھی۔ لیکن آزادی کے بعد سے فرانس کے الجزائر کے ساتھ دوستانہ تعلقات رہے ہیں اور الجزائر میں جو بھی سیاسی اکھاڑ پچھاڑ ہوتی رہی ہے اس میں فرانس کا ہاتھ اکثر نمایاں رہا ہے۔

قیاس کیا جاتا ہے کہ فرانس کی حکومت کے دباؤ پر موجودہ حکومت عام انتخابات کا اعلان کرنے پر مجبور ہوئی ہے۔ لیکن یہ اعلان ملک میں امن قائم کر سکے گا یا نہیں اس کے بارے میں کوئی قطعی بات کہنا فوری طور پر ممکن نہیں کیونکہ اسلامی فرنٹ کو سیاسی دھارے میں شامل نہیں کیا گیا۔ جب تک اسلامی فرنٹ کو سیاسی دھارے میں شامل نہیں کیا جاتا دیگر چھوٹی موٹی اپوزیشن جماعتوں سے بات چیت کر کے یہ تاثر دینا کہ ملک کی تمام سیاسی قوتیں مذاکرات میں شامل ہو گئی ہیں یہ محض خوش فہمی ہو گی۔

الجزائر کی حکومت نے بھی انتخابات کے لئے ایک سال کے وقفے کا جو اعلان کیا ہے اس کا مطلب الجزائر کی اپوزیشن پارٹیوں پر یہ دباؤ ڈالنا ہے کہ وہ ملک کے سیاسی نظام میں شرکت کرنے کے لئے اپنے انتہا پسندانہ مطالبات ترک کر کے متعدل رویہ اپنائیں۔ اسلامک فرنٹ کو اب بعض سخت مطالبات سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ تب ہی وہ اس قابل ہو گا کہ دوبارہ سے ملک کے انتخابات میں آزادانہ طور پر حصہ لے سکے۔ اگر اسلامی فرنٹ کے رہنما سنجیدہ سوچ کا مظاہرہ کر سکیں تو وہ ایک بار پھر عوامی رائے کو استعمال کر سکتے ہیں۔

الجزائر وہ واحد اسلامی ملک ہے جہاں اسلامی انتہا پسند عام انتخابات کے ذریعے عوامی مقبولیت حاصل کر سکتے ہیں۔ ایران کے بارے میں بھی اگرچہ یہی بات کہی جا سکتی ہے مگر وہاں پر عوامی رائے عامہ کا اسلامی انتہاپسندوں کے حق میں کبھی آزادانہ انتخابات کے ذریعہ اظہار نہیں ہوا۔ اس لحاظ سے الجزائر میں اسلامی انتہا پسندوں کی اخلاقی طاقت زیادہ موثر ہے۔ دنیا کے اکثر دیگر ممالک میں اگرچہ اسلامی انتہاپسند حکومتوں کے عتاب کا شکار رہتے ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ اکثر اسلامی ممالک میں اسلامی انتہاپسندوں کو عوامی مقبولیت حاصل نہیں ہے۔ اور جہاں جہاں بھی عام انتخابات ہوتے ہیں وہاں پر عموماً ایسے اسلامی عناصر کامیابی حاصل نہیں کر پا رہے۔

☆ ○ ☆

بوسنین مسلمانوں کا حملہ

سربوں کے لیڈر راڈووا ک کراڈزک نے بتایا ہے کہ مسلمان سربوں نے جو حملہ بہاک کے قصبے کے ارد گرد کیا تھا وہ روک دیا گیا ہے اور اب جنگی صورت حال کے حوالے سے معاملات کو نبٹایا جا رہا ہے۔

بہاک کا یہ علاقہ شمال کی طرف سے سربوں کے گھیراؤ میں ہے اور مغرب میں کروشیا ہے۔

گزشتہ ہفتے مسلمان بوسنین نے حملہ کیا اور چند دنوں کے اندر اندر زبردست حملہ کر کے ۲۰۰ مربع کلومیٹر علاقہ آزاد کرا لیا۔ مسلمان سربوں کی یہ کامیابی غیر معمولی ہے اور جب سے جنگ شروع ہوئی ہے مسلمانوں کو ایسی نمایاں کامیابی پہلی بار ملی ہے۔

ہزاروں سرب مہاجرین سرب زیر قبضہ علاقوں کی طرف بھاگ چکے ہیں۔ مسٹر کراڈزک نے حالت جنگ کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی افواج چھینا ہوا علاقہ واپس لے کر رہیں گی۔

سربوں نے مسلمانوں کے حملے کے جواب میں سراجیوو پر گولہ باری کی۔ ادھر اقوام متحدہ کی امن افواج نے احتجاجی نوٹ سربوں کو ارسال کیا۔ جس کے جواب میں سربوں نے سراجیوو پر مزید گولہ باری کی اور تازہ حملے میں ایک شہری ہلاک اور دس زخمی ہو گئے۔

مسلمانوں کا زیر قبضہ ہراسنیکا کا قصبہ ان علاقوں میں شامل ہے جس کو اقوام متحدہ کی امن افواج نے امن کا علاقہ اور غیر فوجی علاقہ قرار دیا ہوا ہے۔ سلامتی کونسل نے اعلان کیا تھا کہ ان علاقوں کا تحفظ کیا جائے گا اور ان میں کوئی جنگ یا بمباری نہیں ہو گی۔ سرب فوجی آئے دن ان علاقوں کے غیر فوجی تشخص کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں اور اس کے نتیجے میں نیٹو کی افواج دو تین دفعہ سربوں پر علامتی بمباری بھی کر چکی ہیں۔

سراجیوو پر اب بمباری ہوئی ہے اس کے جواب میں اقوام متحدہ کی طرف سے جو احتجاجی نوٹ بھیجا گیا ہے اس میں دھمکی دی گئی ہے کہ اگر سربوں نے یہ سلسلہ بند نہ کیا تو ان کے خلاف "مناسب اقدامات" کئے جائیں گے ابھی تک اس بات کا پتہ نہیں چل سکا کہ اقوام متحدہ والے "مناسب اقدامات" سے سربوں پر فضائی حملہ مراد لیتے ہیں یا نہیں۔ یا حسب معمول سربوں کی بھاری توپوں کی گولہ باری کے جواب میں بدستور احتجاجی نوٹ ہی بھجواتے رہیں گے۔

☆ ○○○ ☆

بقیہ صفحہ ۵

ایک ہزار کی تعداد میں وہ مر گئے اور جولائی میں ہر روز ۱۴۰ فوجی اس بخار کا شکار ہو کر مرنے لگے نومبر تک لیکلرک خود اور اس کی فوج کی اکثریت لقمہ اجل بن گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باغی پھر جوش میں آ گئے اور انہوں نے ملک پر دوبارہ قبضہ کر لیا یکم جنوری ۱۸۰۴ء کو ہیٹی نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا جس کا سربراہ ایک شخص جین جیکوز ڈیسالینز تھا۔
(Jean Jecquos Dessalines)

اس طرح مغربی دنیا میں دوسری آزاد ریاست قائم ہو گئی اور ساری دنیا میں پہلی سیاہ فام جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ مگر آزادی نے ہیٹی میں قتل و غارت آپس میں خونریز لڑائیوں کا دروازہ کھول دیا۔ ایک سابقہ غلام لیڈر جو سفید فام لوگوں سے نفرت کرتا تھا اس نے ہر اس فرانسیسی کو قتل کرنا شروع کر دیا جو اس کے قبضہ میں آتا۔ اس انتقامی کارروائی میں ہزاروں لوگ قتل کئے گئے تو اس نے بڑے سخت ہاتھوں سے حکومت کی مگر آخر کار دو سال کے عرصہ کے بعد وہ مخالفین کے ہاتھوں قتل کیا گیا اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔

سال پہ سال گزرتے گئے اور ہیٹی ایسے ہی ہنگامی حالات سے دوچار رہا اسے کسی ایسے لیڈر کی تلاش رہی جو حالات کو درست کر کے اس ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکے مگر اس کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اور بجائے امن و امان کے ملک میں لڑائی جھگڑوں۔ ہنگاموں اور قتل و غارت کا بازار گرم رہا جو لیڈر بھی آتا وہ لوگوں پر ظلم و ستم ڈھاتا آخر اسے جبراً طاقت سے الگ کرنا پڑتا۔ چانچہ ایک مورخ لکھتے ہیں کہ ۱۸۸۲ء سے ۱۹۱۵ء تک ہیٹی کے ۱۴ لیڈر جبراً طاقت سے الگ کئے گئے ایک کو قتل کیا گیا۔ ایک کو زہر دیا گیا۔ ایک کو محل میں بم مار کر اڑا دیا گیا وغیرہ وغیرہ جولائی ۱۹۱۵ء سے ۱۹۳۴ء تک امریکہ یہاں قابض رہا۔

ہیٹی کی بدقسمتی تھی کہ امریکن فوجوں کی واپسی کے بعد وہاں حالات پھر خراب سے خراب تر ہوتے گئے ہر لیڈر ظلم و ستم ڈھاتا رہا اپنی حکومت کو قائم رکھنے کے لئے اقتصادی حالت ابتر ہو گئی ایک طبقہ وہاں بہت ہی امیر اور دولت مند ہو گیا وہاں دوسرا طبقہ جو اکثریت میں تھا بہت ہی غریب اور کسمپرسی کی حالت کا شکار ہو گیا غریب اور امیر میں اتنا فرق ہو گیا کہ امیر غریب سے ملنے کا روادار نہیں تھا ایک کے بعد دوسرا فوجی ڈکٹیٹر آتا اور حالات خراب سے خراب تر ہوتے گئے آخر دسمبر ۱۹۹۰ء میں وہاں الیکشن ہوئے اور ایک رومن کیتھولک پادری ارسٹائیڈ (Aristide) نے نمایاں کامیابی حاصل کر کے ملک کے پریذیڈنٹ منتخب ہوئے اس وقت موجودہ ملٹری ڈکٹیٹر راؤل سیڈراس (Rane Cedras) فوج میں کرنل تھے اور الیکشن میں ہی حفاظتی انتظامات پر مامور تھے فروری ۱۹۹۱ء میں جب ارسٹائیڈ نے حکومت سنبھالی تو اس نے سیڈراس کو کرنل کے عہدہ سے ترقی دے کر لیفٹیننٹ جنرل بنا دیا اور پھر اسے کمانڈر انچیف کے عہدہ پر مامور کیا گیا اس نے ۳۰ ستمبر ۱۹۹۱ء کو فوجی انقلاب میں مسٹر ارسٹائیڈ کو حکومت سے الگ کر کے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ارسٹائیڈ کو ملک بدر کر دیا گیا اس نے امریکہ میں پناہ لی اس چیز کو امریکن حکومت نے سخت ناپسند کیا اور ہیٹی کے خلاف تجارتی اور اقتصادی پابندیاں عائد کر دیں یہ واقع صدر بش کے وقت میں ہوا گو ۱۵ ماہ کے عرصہ میں اس نے کوئی خاص کارروائی نہ کی

مسلسل صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ ٦

تھی اس بات پر اکتفا کیا کہ فوجی حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ جمہوریت کا پاس کرتے ہوئے حکومت منتخب شدہ صدر کے حوالے کر دیں۔

متواتر صدر کلنٹن کی حکومت کی طرف سے فوجی حکومت کو پرامن طریق پر حکومت سے دستبردار ہونے کے لئے کہا جاتا رہا فوجی حملہ کی دھمکیاں بھی دی جاتی رہیں مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا آخر صدر کلنٹن نے باوجود کانگرس اور عوام کی مخالفت کے ہیٹی پر حملہ کے لئے فوجوں کو تیار رہنے کے لئے حکم دے دیا اور بری۔ بحری اور ہوائی فوج کے ۲۰،۰۰۰ نوجوانوں کو ہیٹی کا رخ کرنے کے لئے آرڈر دے دیا اور حملہ کے لئے ۱۸۔ ستمبر ۱۹۹۴ء کا دن مقرر کیا گیا اس دوران آخری کوشش صدر کلنٹن کی طرف کی گئی کہ ایک سابق صدر مسٹر جمی کارٹر کی سرکردگی میں ایک تین رکنی وفد وہاں کے فوجی حکمرانوں سے بات چیت کے لئے روانہ کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں فوجی حکمران حملہ کے معین وقت سے صرف نصف گھنٹہ پہلے پرامن طریق پر حکومت سے الگ ہونے پر تیار ہو گئے اور ایک معاہدہ پر دستخط کئے اور یہ ملک ایک فوجی انقلاب سے بچ گیا اور مورخہ ۱۹ ستمبر بروز سوموار امریکن فوجیں پرامن طریق پر ہیٹی میں داخل ہو گئیں۔

اب معاہدہ کے مطابق ہیٹی پر سے تجارتی اور اقتصادی پابندیاں اٹھا لی گئیں ہیں اور فوجی حکمران ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو حکومت سے دستبردار ہو جائیں گے صدر منتخب پریذیڈنٹ مسٹر ارسٹائیڈ وہاں جا کر حکومت سنبھال لیں گے۔

دسمبر ۱۹۹۵ء کو دوبارہ الیکشن ہو گا کیونکہ ۱۹۹۶ء کے شروع میں مسٹر ارسٹائیڈ کی ٹرم ختم ہو جائے گی۔

اب بظاہر تو امریکہ نے پرامن طور پر یہ معاملہ حل کر لیا ہے مگر پھر بھی لڑائی جھگڑے کا خطرہ موجود ہے۔ وہاں کی پولیس اور عوام میں بعض جھڑپیں ہوئی ہیں جن میں کچھ لوگ مارے گئے ہیں امریکن فوج وہاں کی فوج کو غیر مسلح کر رہی ہے اس ملک کی دوبارہ ترقی پر امریکہ اور اقوام متحدہ کو اب ملینز ڈالر خرچ کرنے ہوں گے۔

ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی نیز وہاں کی پولیس وغیرہ کو ٹرینڈ کرنے کے لئے مختلف ممالک نے اپنے آدمی بھجوانے کی پیشکش کی ہے جن میں ارجنٹائن بنگلہ دیش۔ بلجیم۔ برطانیہ۔ انڈیا۔ اسرائیل۔ فرانس اردن پاناما وغیرہ شامل ہیں۔

بقیہ صفحہ ۴

کے چیئرمین ڈاکٹر نصیر۔ اے۔ شیخ سے منسوب

یہ خوش آئند خبر نظروں سے گذری جو ہمارے نزدیک نوید جانفزا کا حکم رکھتی ہے کہ

حکومت کے یہاں ایک ایسا مسودہ قانون زیر تدوین ہے جس کے ذریعہ امتحانات میں نقل کرنے‘ غیر قانونی ذرائع استعمال کرنے‘ خفیہ اطلاعات یا پرچے وغیرہ فراہم کرنے‘ مارکس شیٹ‘ یا تعلیمی دستاویزات میں جعلسازی کرنے اور امتحانات میں اساتذہ کی بے عزتی کرنے والوں کے تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمات درج کر کے انہیں جرمانے اور قید کی سزائیں دی جا سکیں گی۔ یہ سارے جرائم ناقابل ضمانت ہوں گے۔ جن کی سرسری سماعت مجسٹریٹ درجہ اول کرے گا۔

تو دل نے باواز بلند کہا۔ اللہ اس زہر کو تریاق بنا دے۔

ان دنوں تعلیم یافتہ بزرگوں کے مطابق یہ مسودہ اس وقت حکومت کے زیر غور ہے اور اسے جلد ہی قومی اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا اور قومی اسمبلی سے پاس ہونے کے بعد صوبوں سے بھی اپنے اپنے ہاں اسی قسم کے قانون نافذ کرنے کو کہا جائے گا۔

اس قانون کی رو سے:۔

- امتحانات میں نقل کرتے ہوئے پکڑے جانے والے امیدواروں کو امتحانات اور متعلقہ تعلیمی اداروں سے خارج کر دینے کے علاوہ پانچ ہزار روپے جرمانہ اور دو سال قید کی سزا۔
- نقل میں مدد کرنے والے افراد کو بھی جرمانے اور دو سال کی قید کی سزا
- خفیہ اطلاعات یا پرچہ آؤٹ کرنے کے جرم میں ملوث افراد کو دس ہزار روپے جرمانہ اور تین سال کی قید کی سزا۔
- اساتذہ کی بے عزتی کرنے والے امیدواروں کو آٹھ ہزار روپے جرمانہ اور تین سال قید کی سزا اور مارکس شیٹ اور تعلیمی دستاویزات میں ردوبدل اور جعلسازی کرنے والوں کو بیس ہزار روپے جرمانہ اور پانچ سال کی سزا دی جا سکے گی۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اصلاح احوال کے سلسلے میں یہ زہر تریاق کا کام دے گا اور اس قانون کے نافذ ہونے اور اس پر پوری ذمہ داری اور غیر جانبداری سے عمل ہونے سے

وطن عزیز میں علم و تعلم کے تنزل و انحطاط۔ اور امتحانات کے دوران میں نقل کرنے اور کرانے کے رجحان میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جائے گی اور چونکہ یہ خالصتاً قومی تعمیر و ترقی کا مسئلہ ہے۔ اور ہر محب وطن کو اس بارے میں صدق دل سے تشویش ہے اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ

"اپوزیشن بھی اس کار خیر میں ہر قسم کے سیاسی بغض و تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حصہ لے گی"۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی بہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۹۷۴۵ میں سمیع اللہ ولد محمد افضل منیر قوم ڈھلوں پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن امیر پارک گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-٦-۲۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ =/۳۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سمیع اللہ محلہ امیر پارک گلی نمبر ۱۔ ڈی سی روڈ گوجرانوالہ گواہ شد نمبر ۱ فضل احمد مجوکہ وصیت نمبر ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد یاسین ربانی مربی سلسلہ۔

مسل نمبر ۲۹۷۴٦ میں انور اقبال ثاقب ولد مبشر احمد اختر قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن امیر پارک گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۴-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ =/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد انور اقبال ثاقب ولد مبشر احمد اختر امیر پارک گلی نمبر ۲۔ ڈی۔ سی روڈ گوجرانوالہ گواہ شد نمبر ۱ فضل احمد مجوکہ وصیت نمبر ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد یاسین ربانی مربی سلسلہ۔

مسل نمبر ۲۹۷۴۷ میں راشد محمود ولد فیض احمد قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۱٦ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۴-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ =/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد راشد محمود ولد فیض احمد امیر پارک گلی نمبر ۲۔ ڈی۔ سی روڈ گوجرانوالہ گواہ شد نمبر ۱ فضل احمد مجوکہ وصیت نمبر ۲۸۵۵۳ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد یاسین ربانی مربی سلسلہ۔

بقیہ صفحہ ۳

پیش کی گئی۔ تقریب افتتاح مجلس خدام الاحمدیہ کے گیسٹ ہاؤس میں منعقد ہوئی اور چائے جدید بلاک کی بیسمنٹ میں پیش کی گئی۔ آخر میں جملہ مہمانوں نے جدید بلاک کے گراؤنڈ فلور کا معائنہ کیا۔

(ہومیوپیتھک)
ٹانک ڈراپس
(خصوصاً ادھیڑ عمر اور بوڑھے افراد کیلئے)
زود اثر ہومیوپیتھک فارمولا جو اعصاب اور دماغ اور جسم کو تقویت دیتا ہے۔ تھکن اور جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے اور طبیعت کو ہشاش بشاش اور توانا رکھتا ہے قیمت ۴۵ روپے
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) گولبازار ربوہ
فون: 04524-771 ،04524-212299 فیکس: 04524-211283

یہ مفید اور مؤثر
اگر دوائیں استعمال میں رہیں
• دواء المسک معتدل • مفرح اعظم یاقوتی
• جواہر مہرہ عنبری • حب مروارید
• معجون مفرح • خمیرہ گاؤزبان
• سفوف مفرح • شہد خالص • شربت صندل
تو جملہ اعضائے رئیسہ کو تقویت و سکون حاصل ہوتا ہے۔ خاص طور پر دل و دماغ اور اعصاب پر خوشگوار اثر ڈالتی ہیں۔ کولیسٹرول کو کنٹرول کرتی ہیں۔ خفقان اور وحشت کو زائل کرتی ہیں
مزید تفصیلات کیلئے کتابچہ طلب کریں۔ دوا بذریعہ ڈاک منگوائیں۔ یا برائے مشورہ مطب میں تشریف لائیں۔
خورشید یونانی دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ
211538

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 5 نومبر-1994ء
صبح اور رات کو سردی کا احساس ہوتا ہے
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 27 درجے سنٹی گریڈ

○ مالاکنڈ میں تحریک نفاذ شریعت کے کارکنوں نے ائرپورٹ' تھانوں اور سرکاری عمارات پر قبضہ کرلیا ہے۔ تحریک شریعت اور فوج کے جوان آمنے سامنے مورچہ بند ہو گئے ہیں۔ تحریک کا کہنا ہے کہ عملاً نفاذ شریعت تک کسی کو رہا نہیں کریں گے۔ مالاکنڈ میں خانہ جنگی کا امکان پیدا ہو گیا ہے کیونکہ پیپلز پارٹی نے اس علاقے میں جوابی کارروائی کی دھمکی دے دی ہے۔ پیپلز پارٹی مالاکنڈ نے کہا ہے کہ تحریک نفاذ شریعت نے غیر قانونی ہتھکنڈے ختم نہ کئے تو پارٹی کے کارکن سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ شرپسندوں کو بھارت اور افغانستان کے ایماء پر لوگوں کی زندگیاں اجیرن بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ملک مظفر خان ایم این اے باڈی گارڈز کے ہمراہ مالاکنڈ جارہے تھے کہ بٹ خیلہ کے قریب مسلح افراد نے ان سے اسلحہ چھین لیا اور انہیں نامعلوم مقام کی جانب لے گئے۔ اعلیٰ حکام سمیت تمام یرغمالیوں کی زندگی بدستور خطرے میں ہے۔

○ مالاکنڈ کے یرغمالیوں میں سے صوبائی وزیر ڈاکٹر محبوب الرحمان کو بازیاب کرالیا گیا ہے۔ تاہم سینکڑوں سرکاری افسر اور اہلکار بدستور تحریک شریعت کے کارکنوں کی قید میں ہیں۔ تحریک کے راہنماؤں نے حکومت کے ساتھ مذاکرات سے انکار کر دیا ہے۔ ملیشیا اور فرنٹیئر کور کے کچھ یونٹ سوات کی حدود میں داخل ہو گئے لیکن مسلح افراد کی رکاوٹوں کے باعث راستے میں ہی پڑاؤ ڈال دیا۔ تحریک کے مسلح کارکن سڑکوں پر گشت کر رہے ہیں۔

○ مالاکنڈ ڈویژن اور تحصیل مٹہ کی تمام سڑکیں بڑے بڑے پتھر گرا کر بند کر دی گئی ہیں۔ تحریک کے کارکنوں نے وائرلیس کے نظام سے رابطہ قائم کر رکھا ہے مینگورہ کے برہان ہوٹل کی چھت پر سٹین گن نصب کر کے اس کا رخ شہر کی طرف کر دیا گیا ہے۔ فوج نے مختلف جگہوں پر مورچے سنبھال لئے ہیں۔

○ تحصیل مٹہ میں سرکاری حکام' سینئر سول جج' سیشن جج اور دیگر عملہ کو تحریک کے کارکنوں نے یرغمال بنا رکھا ہے۔

○ سرحد کے وزیر اعلیٰ مسٹر آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے مالاکنڈ اور کوہستان کے علاقے میں نفاذ شریعت کا اعلان کر دیا ہے۔ مقدمات قاضی کورٹس نبٹائیں گی۔ بونیر میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلامی قوانین کا اصل نفاذ پیپلز پارٹی کی حکومت میں ہوا ہے۔

○ مبصرین نے بتایا ہے کہ افغانستان کے بعد سرحد میں اسلام کے نام پر آگ اور خون کا ہولناک کھیل شروع ہو گیا ہے۔ ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں یہاں پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو کامیابی ملی تھی۔ عرب باشندوں کو نکالنے اور منشیات کے خلاف کارروائیوں سے بعض عناصر ناراض ہو گئے۔ حالیہ ہنگاموں میں بعض بیرونی قوتوں کے ساتھ ساتھ داخلی خفیہ عناصر بھی ملوث ہیں۔ ان عناصر کی طرف سے صوبہ سرحد کو بیروت بنانے کی سازش کے تحت بھاری مقدار میں خطرناک اور مہلک اسلحہ مالاکنڈ ڈویژن کے مختلف علاقوں میں پہنچایا گیا ہے۔ اور ہزاروں نوجوانوں کو اسلحہ تقسیم کر دیا گیا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ تحریک نجات میں عوام کا جو جوش جذبہ تھا وہی قومی اسمبلی کے اندر بھی موجود ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ عوام کی طاقت ہمارے ساتھ ہے۔ انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر تشدد سے جواب دیا گیا تو بات بڑھے گی قوم بڑے حادثے کا شکار ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تعاون کے لئے تیار ہیں لیکن حکومت نمبر ٹانگتی ہے۔ مذاکرات میں سنجیدہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسمبلی کے اندر اور باہر حالات بدل چکے ہیں تحریک نجات رک نہیں سکتی۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ محاذ آرائی ختم ہونے والی ہے۔ معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اپوزیشن تحریک عدم اعتماد لانا چاہتی ہے لیکن ہمیں معلوم ہے کہ وہ کس پوزیشن میں ہے۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد کھرل نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی نواز شریف کے گھر کی لونڈی نہیں کہ ان کی مرضی سے کام ہوں۔ عدالتوں کو بائی پاس نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو سپیکر قومی اسمبلی پر مکمل اعتماد ہے۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ کراچی جو ایک شہر تھا آج جیل خانہ بن چکا ہے۔ ہر طرف ناامیدی اور بے یقینی ہے۔ گھر سے نکلتے ہوئے گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے۔ شہر میں ترقی اور تعمیر کے کام رکے ہوئے ہیں۔

(خصوصاً ہومیوپیتھک) ڈاکٹرز متوجہ ہوں
ہمارے تیار کردہ ہومیوپیتھک مرکبات کے فری سمپلز اور لٹریچر کیلئے بذریعہ خط یا ٹیلیفون رابطہ کریں۔
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ
فون: 04524-771 فیکس 04524-211283 04524-212299